وَنَحْوِهِمَا، فَإِنَّه مُسْتَحِقٌّ لِّلْعُقُوبَةِ الْبَلِيغَةِ بِاتِّفَاقِ اَئِمَّةِ الدِّينِ'

''جو شخص نبی اکرم ﷺ کے اصحاب، سیدنا معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہما پر لعنت کرتا ہے، وہ باتفاقِ ائمہ دین سخت سزا کا مستحق ہے۔'' [مجموع الفتاویٰ:58/35]

ایک نصیحت آموز قصہ

جلیل القدر تابعی، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'إِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَه: اَنَّه قَدِمَ وَافِدًا عَلٰی مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِی سُفْيَانَ، فَقَضٰی حَاجَتَه، ثُمَّ دَعَاهُ فَاَخْلَاهُ، فَقَالَ :يَا مِسْوَرُ اِمَا فَعَلَ طَعْنُکَ عَلَی الائِمَّةِ؟ فَقَالَ الْمِسْوَرُ :دَعْنَا مِنْ هٰذَا، وَاَحْسِنْ فِيمَا قَدِمْنَا لَه، قَالَ مُعَاوِيَةُ :لَا، وَاللّٰهِ اِوَلَتُكَلِّمَنَّ بِذَاتِ نَفْسِکَ، وَالَّذِی تَعِيبُ عَلَیَّ، قَالَ الْمِسْوَرُ :فَلَمْ اَتْرُکْ شَيْئًا اَعِيبُه عَلَيْهِ إِلَّا بَيَّنْتُه لَه، قَالَ مُعَاوِيَةُ :لَا بَرِیٓ مِنَ الذَّنْبِ، فَهَلْ تَعُدُّ يَا مِسْوَرُ اِمَا نَلِی مِنَ الْإِصْلَاحِ فِی اَمْرِ الْعَامَّةِ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ؟ اَمْ تَعُدُّ الذُّنُوبَ وَتَتْرُکُ الْحَسَنَاتِ ؟ قَالَ الْمِسْوَرُ :لَا، وَاللّٰهِ اِمَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا تَرٰی مِنْ هٰذِهِ الذُّنُوبِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ :فَإِنَّا نَعْتَرِفُ لِلّٰهِ بِكُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْنَاهُ، فَهَلْ لَکَ يَا مِسْوَرُ اِذُنُوبٌ فِی خَاصَّتِکَ، تَخْشٰی اَنْ تُهْلِكَکَ إِنْ لَّمْ يَغْفِرْهَا اللّٰهُ ؟ قَالَ مِسْوَرٌ :نَعَمْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ :فَمَا يَجْعَلُکَ اَحَقَّ اَنْ تَرْجُوَ الْمَغْفِرَةَ مِنِّی ؟ فَوَاللّٰهِ لَمَا اَلِی مِنَ الْإِصْلَاحِ اَكْثَرَ مِمَّا تَلِی، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا اُخَيَّرُ بَيْنَ اَمْرَيْنِ، بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ غَيْرِهِ، إِلَّا اخْتَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلٰی مَا سِوَاهُ، وَإِنَّا عَلٰی دِينٍ يَّقْبَلُ اللّٰهُ فِيهِ الْعَمَلَ، وَيُجْزِی فِيهِ بِالْحَسَنَاتِ، وَيُجْزِی فِيهِ بِالذُّنُوبِ، إِلَّا اَنْ يَّعْفُوَ عَمَّنْ يَّشَاءُ، فَاَنَا اَحْتَسِبُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلْتُهَا بِاَضْعَافِهَا، وَاُوَازِی اُمُورًا عِظَامًا لَّا اُحْصِيهَا وَلَا تُحْصِيهَا، مِنْ عَمَلٍ لِلّٰهِ فِی إِقَامَةِ صَلَوَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْجِهَادِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالْحُكْمِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَالْاُمُورِ الَّتِی لَسْتَ تُحْصِيهَا وَإِنْ عَدَدْتُهَا لَکَ، فَتَفَكَّرْ فِی ذٰلِکَ، قَالَ الْمِسْوَرُ :فَعَرَفْتُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ خَصَمَنِی حِينَ ذَكَرَ لِی مَا ذَكَرَ، قَالَ عُرْوَةُ :فَلَمْ يَسْمَعِ الْمِسْوَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ يَذْكُرُ مُعَاوِيَةُ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهٗ'

''سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا کام کر دیا، پھر انہیں علیحدہ بلا کر فرمایا: مسور! حکمرانوں پر تمہاری عیب جوئی کا کیا بنا؟ سیدنا مسور کہنے لگے: اس بات کو چھوڑیں اور ہمارے موجودہ طرز عمل کی بنا پر ہم سے حسنِ سلوک روا رکھیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! تمہیں ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہوگی، اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ سیدنا مسور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان (ماسوائے انبیائے کرام) غلطی سے معصوم نہیں۔ اے مسور! عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ غلطیوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرفِ نظر کرتے ہیں؟ سیدنا مسور نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو صرف ان غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر آتی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں جو ہم سے ہوئی، لیکن اے مسور! کیا تم سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں ایسی کوئی غلطی نہیں ہوئی، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے تو تمہیں اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ سیدنا مسور کہتے ہیں:

بالکل ہم سے ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تمہیں اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! میں تم سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں جس کے مطابق اللہ تعالیٰ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں جنہیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ تم، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظامِ صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں تو تم شمار نہیں کر پاؤ گے۔ اس بارے میں غور کرو۔ سیدنا مسور کہتے ہیں: مجھے معلوم ہو گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بیان کر کے مجھے (میرے خیالات کو) مات دے دی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، انہوں نے ان کے لیے استغفار فرمائی۔" [تاریخ بغداد للخطیب 223/1، وسندہ صحیح]

ایک اشکال اور اس کا جواب

کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تو کوئی فضیلت ثابت نہیں، حالانکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل صحیح احادیث سے ثابت ہیں، جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ہمارے مطابق

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت ومنقبت تو شرفِ صحابیت ہے۔اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہ ہو تو بھی یہی فضیلت کافی ہے، کیونکہ ہر صحابی کی الگ الگ معین فضیلت ثابت نہیں۔صحیح احادیث میں معدودے چند صحابہ کرام کی معین فضیلت مذکور ہے۔ایسا نہیں کہ باقی صحابہ کرام کی کوئی فضیلت تھی ہی نہیں۔لہٰذا صرف صحابی ہونا ہی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

آخری بات

آخر میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمانو!.......اپنی مسلمانی پر ذرا غور تو کرو.....اپنے گریبان میں جھانکو.....اسلام کے لیے اپنی خدمات شمار کرو......اپنی عملی زندگی کا ذرا جائزہ لو......ہماری زندگیاں جھوٹ وفراڈ سے اَٹی پڑی ہیں۔ہم نے اسلام کی روح کا جنازہ نکال دیا ہے۔اسلامی تعلیمات کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت مول لے چکے ہیں۔ بدعات وخرافات کا بازار گرم ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے ناراض ہو چکے ہیں، مختلف عذابات کی شکل میں آئے دن اس کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے۔پھر ہم کس منہ سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت پر اعتراض کرتے ہیں؟۔ان کا دور اسلام کا دورِ عروج اور عہد زریں تھا۔دشمن کا ہر ہتھکنڈا ناکام ہوتا ہے۔اس دور میں مسلمانوں کی عزت تھی۔

لہٰذا ہمیں اپنی عملی زندگی کی طرف دھیان دینا چاہیے۔صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اعلام اور علمائے اسلام کی قدر اور عزت کرنی چاہئے۔ان کا احترام بجا لانا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔آمین یارب العالمین

جامع مسجد اہل حدیث کھروٹہ چترپڑی (میرپور آزاد کشمیر) میں سیرت شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

مورخہ 11 اکتوبر بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث کھروٹہ چترپڑی میں عظیم الشان سیرت شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے کی۔جہلم سے نائب مدیر الجامعہ حافظ عبدالغفور مدنی، مولانا سلیمان قلندر اور میرپور سے قاری محمد اعظم عارف، بن خرماں سے مفتی عبدالغفار سلفی، جاتلاں سے مولانا عبدالرشید وغیرہ موجود تھے۔اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری خلیل الرحمٰن نے سرانجام دیئے۔کانفرنس کا آغاز قاری عبداللطیف کی تلاوت سے ہوا۔کانفرنس سے مولانا قطب شاہ، قاری محمد یٰسین بلوچ اور مناظر اسلام مولانا سید سبطین شاہ نقوی نے خطاب کیا۔

منکرین حدیث کے شبہات اوران کا رد

قسط 3

تحریر: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

منکرینِ حدیث کے مغالطات

مغالطہ: (۱) منکرینِ حدیث کی طرف سے ایک بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ سنت شریعت نہیں اگر یہ بھی شریعت یا شریعت کا ماخذ ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح قرآن کریم کی کتابت، حفاظت، مذاکرہ کا اہتمام کیا اسی طرح آپ ﷺ حدیث وسنت کی کتابت، حفاظت اور مذاکرہ کا اہتمام فرماتے۔ کیونکہ مقامِ نبوت کا تقاضا ہے کہ نبی اپنی امت تک پورا دین مکمل اور محفوظ صورت میں پہنچائے، اس کے برعکس آپ نے تو احادیث لکھنے ہی سے منع فرما دیا تھا۔

جواب: سنت وحدیث بلاشبہ شریعت ہیں اور شریعت کا ماخذ بھی، اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی حفاظت و اہتمام کا حکم صادر فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا۔ (اِحْفَظُوْهُنَّ وَ أَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَّرَاءَ كُمْ)[صحیح بخاری] ''کہ تم میری ان ساری باتوں کو یاد رکھو اور جا کر تم ان لوگوں کو یہ باتیں بتلانا جو تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں۔''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کس قدر معروف ہے (صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي) [صحیح بخاری] ''تم نماز ٹھیک اسی طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔'' اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا (خُذُوْا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ) ''کہ تم مجھ سے حج کے احکام ومسائل سیکھ لو۔'' نیز خطبہ حجۃ الوداع ہی میں آپ ﷺ نے فرمایا (لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ) ''کہ جو لوگ اس وقت یہاں موجود ہیں، وہ میری یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔''

نیز حدیث وسنت کی اہمیت اور اس کی حفاظت کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے عالی قدر ارشادات ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظتِ حدیث کا بہت زیادہ اہتمام کیا۔

حفظِ حدیث کیلئے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اہتمام: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

(اِنی لَاُ جزِّیءُ الَّلیْلَ ثلاثۃَ اَجزاءٍ فثلثٌ اَنامُ وَ ثُلُثٌ اَقوْمُ وَ ثُلُثٌ اَتذکّرُ حدِیثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ) [سنن دارمی] ''کہ میں رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک حصہ میں آرام کرتا ہوں، دوسرے حصہ میں قیام کرتا ہوں اور تیسرے حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو دہراتا اور یاد کرتا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث کو اسی طرح یاد کرتے اور دہرایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کے حفاظ قرآن کو یاد کرتے اور دہراتے رہتے ہیں۔

سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا حدیث کیلئے اہتمام:

سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:(کُنْتُ أَرْحَلُ الاَیَّامَ وَاللَّیَالِیَ فِی طَلَبِ الْحَدِیْثِ الْوَاحِدِ رَأَیْتُ اَبا ھریرۃَ رضی اللہ عنہ یَخْرُجُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَیَقْبِضُ علی اَمَانَتی المِنبرِ قَائِمًا وَ یَقُوْلُ: حَدَّثَنَا ابو القاسم رسولُ اللّٰہ الصَّادِقُ المصدُوقُ ﷺ فَلا یَزَالُ یُحدِّثُ حَتّٰی اِذَا سَمِعَ فَتْحَ بَابِ الْمَقْصُوْرَۃِ وَ خُرُوجِ الْاِمَامِ لِلصّٰلوۃِ جَلَسَ)[مستدرک حاکم]

''سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں ایک ایک حدیث کی تلاش میں کئی کئی دن اور کئی کئی راتیں سرگرداں رہتا تھا اور میں نے دیکھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں آکر منبر کا بازو پکڑ کر کھڑے ہو جاتے اور بیان کرتے کہ ابوالقاسم، اللہ کے سچے رسول، تصدیق کیے ہوئے رسول ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا۔ وہ اسی طرح کھڑے احادیث بیان کرتے رہتے یہاں تک کہ جب وہ باب المقصورہ کے کھلنے اور امام صاحب کے آنے کی اطلاع پاتے تو بیٹھ جاتے۔''

محدثین کا طلبِ حدیث کے سلسلہ میں مشقت برداشت کرنا:

(حدثنا عبداللہ قال و سمعت ابی یقول وَ مَا کَانَ فِی قَرِیَۃِ عَبْدِ الرزاقِ بِئرٌ فَکُنَّا نَذْھَبُ نُبَکِّرُ عَلٰی مِیلَینِ نتوضّأُ وَ نَحْمِلُ مَعَنَا الْمَاءَ)[مسند احمد بن حنبل]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے ''کہ امام عبدالرزاق الصنعانی محدث رحمہ اللہ کی بستی میں پانی کا کنواں نہ تھا۔ ہم دو دو میل دُور جا کر وضو کرتے اور اپنے ساتھ پانی اٹھا لاتے۔''

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے احادیث حفظ کرنے اور دوسروں تک ان کی تبلیغ کا حکم فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حفظ و نشرِ حدیث کا خوب اہتمام کیا اور ائمہ حدیث نے بھی اس کی خاطر اپنی

جانیں کھپا دیں۔ اگر حدیث شریعت نہ ہوتی تو ان حضرات کو اس کیلئے اس قدر مشقتیں برداشت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

مغالطہ۲: ایک حدیث میں آیا ہے کہ (**اِنَّ الحدِیثَ سَیَفشُوُ عَنّی فَمَا اَتاکُم یُوَافِقُ القرآن فَھُوَ عَنّی وَ مَا اَتَاکُم عَنّی یُخَالِفُ الْقُرآنَ فَلَیسَ مِنّی**) ''میری نسبت سے احادیث عام ہو جائیں گی۔ میری جو بات تمہارے پاس پہنچے اگر وہ قرآن کے موافق ہو تو وہ میری ہی بات ہوگی اور میری طرف منسوب جو بات قرآن کے خلاف ہو وہ بات میری نہ ہوگی۔''

لہٰذا جو احادیث قرآن سے زائد کوئی نیا حکم ثابت کریں تو ایسی تمام احادیث قرآن کے خلاف ہونے کی سے مردود اور ناقابلِ قبول ہوں گی اور اگر ان سے کوئی نیا حکم ثابت نہ ہوتا ہو تو ان کی حیثیت محض تاکید کی ہے۔ اصل حجت قرآن ہے۔

جواب: منکرینِ حدیث کے اس مغالطے کا ایک تو الزامی جواب ہے وہ یہ کہ اگر حدیث حجت نہیں اور اس کی کچھ بھی شرعی حیثیت نہیں تو خود اس گروہ کو حدیث پیش کر کے اس سے استدلال کرنے کا بھی حق حاصل نہیں۔ ویسے اس مغالطے کا علمی جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو خالد بن ابی کریمہ نے ابو جعفر سے اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے اسے روایت کیا ہے۔ خالد بن ابی کریمہ مجہول راوی ہے اور ابو جعفر صحابی نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث سنداً ضعیف اور منقطع ہونے کی وجہ سے ناقابلِ قبول ہے۔ اسی مفہوم کی ایک حدیث سیدنا رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے (**عَنْ عَلی رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ اِنَّھَا تَکُونُ بَعْدِی رُوَاۃٌ عَنِّی الحدیث فَاعْرِضُوا حَدِیثَھم عَلیٰ الْقُرْآنِ فَمَا وَافَقَ القُرآنَ فَخُذُوا بِہٖ وَ مَا لَمْ یُوَافِقِ القُرآنَ فَلا تَأخُذُوا بِہٖ**)[سنن دار قطنی]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد راوی ہوں گے جو مجھ سے حدیث بیان کریں گے۔ پس ان کی حدیث کو قرآن پر پیش کرنا جو قرآن کے موافق ہو، اُسے لے لینا اور جو قرآن کے خلاف ہو، اُسے نہ لینا۔''

اس کی سند میں ایک بنیادی راوی جبارہ بن مفلس ہے جس کے بارے میں امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ''جبارۃ کذاب'' (الجرح والتعدیل ج۲ص۵۵۰) کہ جبارہ کذاب ہے۔ دار قطنی نے اسے متروک کہا ہے۔[سوالات البرقانی ص۷۱]

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کی بعض مرویات کو موضوع یا جھوٹ قرار دیا ہے۔[العلل ومعرفۃ

الرجال لاحمد ج ۱ ص ۱۸۵، ت ۱۰۰۹] ابن حبان رحمہ اللہ ذہبی رحمہ اللہ اور ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہم نے اس پر جرح کی ہے۔ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جمہور اہلِ علم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ [مجمع الزوائد] از افادات حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ [ماہنامہ ''الحدیث'' شمارہ: ۳۸]

اسی طرح اس مفہوم کی ایک اور حدیث ہے (اِذَا جَاءَ کُم عَنِّیْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ فَمَا وَافَقَ فَخُذُوْہُ وَ مَا خَالَفَ فَاتْرُکُوْہ) [مفتاح الجنۃ] ''کہ جب تمہارے پاس میری طرف سے کوئی حدیث آئے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کر کے دیکھو، جو اس کے موافق ہو اُسے لے لو اور جو اس کے خلاف ہو اُسے ترک کر دو۔''

اس کے متعلق امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے، صحیح نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اس مفہوم کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں، نیز قرآن کریم میں بھی ایسی کوئی نص نہیں کہ جو حدیث قرآن کے موافق ہو وہ مقبول اور جو قرآن کے خلاف ہو وہ غیر مقبول ہوگی۔ یہ بھی واضح رہے کہ صحیح السند کوئی ایک بھی حدیث قرآن کے خلاف یا اس سے متصادم نہیں، لہٰذا یہ ان حضرات کا محض مغالطہ ہی ہے۔

مغالطہ۳: منکرین حدیث کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں جو اطاعت رسول کا حکم ہے یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور زمانے تک تھا۔ ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یہ حکم باقی نہیں رہا۔

جواب: یہ ایک انتہائی گمراہ کن اور جدید مغالطہ ہے جو اس سے قبل پوری امت میں کسی نے نہیں کہا۔ کیونکہ نبی ﷺ صرف اپنے اہلِ زمانہ کیلئے نبی نہ تھے بلکہ قیامت تک کی رہتی دنیا کے تمام لوگوں کیلئے نبی تھے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ﴿قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا﴾ [الاعراف: ۱۵۸] ''اے نبی ﷺ آپ کہہ دیں کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔'' نیز ارشاد ربانی ہے ﴿وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا﴾ [سبا: ۲۸] ''اور ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾ [آل عمران: ۳۱] ''اے نبی ﷺ! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور آپ کی اطاعت کا حکم آپ کے دنیا سے جانے کے بعد بھی ہے۔ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ ﷺ کی احادیث وسنن کی اطاعت ہی آپ ﷺ کی اطاعت ہے۔

مغالطہ۴: بعض اوقات منکرین حدیث جب بحث مباحثہ میں لاجواب ہو جائیں تو کہا کرتے ہیں کہ ہم احادیث کے منکر نہیں بلکہ یہ تو تاریخ کا انتہائی اہم سرمایہ بلکہ مقدس تاریخی دستاویز ہے۔

جواب: یہ قول ان کی انتہائی ڈھٹائی، بد باطنی اور بد دیانتی کا مظہر ہے۔ گویا وہ ایسا سیاسی قسم کا بیان دے کر سادہ مسلمان کو مزید مغالطے میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ حدیث کے سرے سے منکر ہیں اور یہ بات کہہ کر وہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ یہ تو ایک اہم تاریخی سرمایہ ہے۔ گویا درحقیقت وہ حدیث کو کچھ بھی شرعی حیثیت دینے کو تیار نہیں۔ وہ اسے زیادہ سے زیادہ تاریخی سرمایہ اور محض مقدس دستاویز کے طور پر قبول کرتے ہیں۔

مغالطہ۵: منکرین حدیث کی طرف سے ایک مغالطہ یوں بھی دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم متواتر ہے اور حدیث ظنی الثبوت ہے۔

جواب: منکرین حدیث ایسی باتیں کر کے سادہ لوح عام مسلمانوں کو احادیث کے بارے میں شکوک واوہام میں مبتلا کرنے کی سعی کرتے ہیں، حالانکہ عربی زبان میں لفظ ''ظن'' ''یقین اور گمان'' دونوں معنی میں مستعمل ہے۔ یہ لوگ صرف اردو معنی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ مفردات القرآن، لسان العرب، الصحاح اور دیگر کتبِ لغات میں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ بلکہ حد تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں بھی یہ لفظ (ظن) متعدد مقامات پر یقین کے معنی میں آیا ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو ﴿الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا اللّٰهِ﴾[البقرۃ:۲۴۹] ''جو لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ بے شک وہ اللہ سے ملنے والے ہیں۔'' ﴿أَلَا يَظُنُّ أُولٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوْثُوْنَ﴾ [المطففین:۴] ''کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔'' ﴿وَ ظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾[القیامۃ:۲۸] ''اور اسے یقین چلا کہ اب اس کا دنیا سے روانگی کا وقت آچکا ہے۔'' ﴿أَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّنْ نُّعجِزَ اللّٰهَ فِي الْأَرضِ﴾[الجن:۱۲] ''ہمیں یقین ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے۔''

مغالطہ۶: جب مسلمانوں کی طرف سے لفظِ قرآنی ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ پیش کر کے کہا جائے کہ ان آیات میں ''الحکمة'' سے مراد سنت اور حدیث نبوی ہے تو وہ کہا کرتے ہیں کہ اگر ''الحکمة'' کا